# مسائلِ نومولود



تالیف
محمد خالد رشید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

# فہرست

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ

إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ

إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ
يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ○
اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ
اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ○

آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، جو کچھ وہ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جسے چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے۔ یا اُنہیں لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے، یقیناً وہ سب کچھ جاننے والا، پوری قدرت والا ہے۔

(سورۃالشوریٰ:50-49)

# نومولود کے کان میں اذان دینا

حضرت ابورافعؓ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب فاطمہؓ نے حسن بن علیؓ کو جنم دیا تو آپ ﷺ نے ان کے کان میں نماز والی اذان دی۔

(مسند ابوداؤد الطیالسی:1013, مصنف عبدالرزاق:7986, مسنداحمد:27728,27736, جامع ترمذی:1514, سنن ابوداؤد:5105, مسندالبزار:3879, مسندالرویانی:682,708, المعجم الکبیر للطبرانی:926, سنن الکبریٰ للبیہقی:19303, شعب الایمان:8617-8618, مشکوۃ المصابیح:5157)

اس حدیث کی تمام اسناد میں بنیادی راوی عاصم بن عبیداللہ بن عاصم بن عمر بن الخطاب العدوی جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔(میزان الاعتدال:4061, تقریب التہذیب:3065)

ایسی ہی روایت حضرت حُسین ابنِ علیؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب بھی کوئی بچہ پیدا ہو تو اس کے دائیں کان میں اذان دی جائے اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے تو اُم صبیان (جنات) اسے نقصان نہیں پہنچائے گی۔

(مسندابویعلیٰ الموصلی:6747, شعب الایمان:8619)

اس روایت کی سند موضوع ہے کیونکہ اس کی سند میں راوی یحییٰ بن العلاء الرازی کذاب ہے۔ (میزان الاعتدال:9599, تقریب التہذیب:7618)، راوی مروان بن سالم الجزری متروک ہے۔ (میزان الاعتدال:8431, تقریب التہذیب:6570)، اور راوی طلحہ بن عبیداللہ العقیلی مجہول ہے۔ (تقریب التہذیب:3029)، لہٰذا یہ روایت مردود ہے۔اور صاحبِ شعب الایمان امام ابو بکر البیہقی نے خود اس حدیث کو ضعیف لکھا ہے۔

جبکہ ایسی ہی روایت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حسن ابنِ علی کے کان میں اذان دی جب وہ پیدا ہوئے تھے، دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی۔

(شعب الایمان:8620)

اس روایت کی سند بھی موضوع ہے کیونکہ اس کی سند میں راوی محمد بن یونس بن موسیٰ الکدیمی مشہور کذاب ہے۔ (میزان الاعتدال:8359، تقریب التہذیب:6419)، اور راوی الحسن بن عمرو بن سیف

بھی کذاب ومتروک ہے۔ (میزان الاعتدال:1922, تقریب التہذیب:1269) ، اور صاحبِ شعب الایمان امام ابو بکر البیہقی نے خود اس حدیث کو ضعیف لکھا ہے۔

اگرچہ نومولود کے کان میں اذان دینے کی تمام روایات میں ضعف پایا جاتا ہے مگر یہ عمل بالکل درست ہے کیونکہ یہ عمل تواتر سے اُمت میں منتقل ہوا ہے اور پوری اُمّتِ مسلمہ کا اس پر اجماع ہے اور جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ میری اُمّت کو کبھی گمراہی پر جمع نہیں کرے گا اور اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔

(المستدرک للحاکم:399)

## گھٹی (تحنیک) دینے کے مسائل

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ فرماتی ہیں کہ عبداللہ بن زبیرؓ مکہ میں میرے پیٹ میں تھے میں نے اسے قُبا میں جنم دیا پھر میں اُسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائی تو میں نے اُسے آپ کی گود میں رکھ دیا پھر آپ ﷺ نے کھجور منگائی اُسے چبایا اور اپنا لعاب دہن لگا کر اُسے اُس کے منہ میں ڈالا اور گھٹی دی پھر اُس کے لیے برکت کی دُعا فرمائی اور یہ (عبداللہ بن زبیرؓ) اسلام (ہجرت کے بعد مدینہ) میں پیدا ہونے والے پہلے بچے ہیں۔"

(صحیح البخاری:3909, صحیح مسلم:5617, مسنداحمد:27477, مشکوۃ المصابیح:4151)

حضرت ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں کہ میرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا، میں اُس کو لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے اُس کا نام ابراہیم رکھا اور اُس کو ایک کھجور سے گھُٹی دی۔

(صحیح البخاری:6198, صحیح مسلم:5615, مصنف ابنِ ابی شیبہ:23948, سنن الکبریٰ للبیہقی:19305)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بچے لائے جاتے تو آپ ﷺ ان کے لیے برکت کی دعا فرماتے اور انہیں گھٹی دیتے تھے۔

(صحیح مسلم:5619, مصنف ابنِ ابی شیبہ:23950, سنن الکبریٰ للبیہقی:4153, مشکوۃ المصابیح:4150)

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن ابی طلحہؓ کی پیدائش پر میں ان کو لے کر نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا آپ اس وقت عباء پہنے ہوئے تھے، اور اپنے ایک اونٹ کو دوا لگا رہے تھے، آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تمہارے پاس کھجور ہے؟ میں نے کہا: ہاں، پھر میں نے آپ ﷺ کو کئی کھجوریں پکڑائیں، آپ ﷺ نے ان کو اپنے منہ میں ڈالا اور چبا کر بچے کا منہ کھولا اور اس کے منہ میں ڈال دیا تو بچہ منہ چلا کر چوسنے لگا، اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: انصار کی پسندیدہ چیز کھجور ہے اور آپ ﷺ نے اس لڑکے کا نام عبداللہ رکھا۔

(صحیح مسلم:5612, صحیح البخاری:5470, الادب المفرد:1254, سنن ابوداؤد:4951, مسندابویعلیٰ الموصلی:3269, صحیح ابنِ حبان:4531, سنن الکبریٰ للبیہقی:19304)

گھٹی (تحنیک) دینا ہمارے نبی کریم ﷺ کی سنت ہے، لہٰذا گھٹی کسی نیک اور باعمل شخص سے کسی بھی میٹھی چیز مثلاً شہد یا نرم کھجور وغیرہ کے ذریعے دلوانی چاہیے۔

## عقیقہ کا بیان

دراصل ''عق'' کے معنی پھاڑنا اور کاٹنا ہے اور عقیقہ کو عقیقہ کہنے کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ذبح کے وقت ذبیحہ کا حلق کاٹا جاتا ہے اور اس کا اطلاق نومولود کے بالوں پر بھی ہوتا ہے۔ اور عقیقہ کا مقصد پیدائش کے ساتویں دن نومولود کے بال مونڈھنا اور اس کی طرف سے جانور ذبح کرنا ہے۔

حضرت سلمان بن عامر ضبیؓ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''لڑکے کے پیدا ہونے پر عقیقہ ہے، اس کی طرف سے خون بہاؤ (جانور ذبح کرو) اور اس سے تکلیف دور کرو (اس کا سر منڈاؤ اور اسے نہلاؤ)۔''

(مصنف عبدالرزاق:7958, مصنف ابنِ ابی شیبہ:24721, مسنداحمد:16334، 18031, سنن دارمی:2010, صحیح البخاری:5471-5472, سنن ابنِ ماجہ:3164, سنن ابوداؤد:2839, جامع ترمذی:1515, سنن نسائی:4219, سنن الکبریٰ للبیہقی:19260, مشکوٰۃ المصابیح:4149)

ابنِ سیرینؒ فرماتے ہیں کہ اگر تکلیف کو دور کرنے سے مراد سر کو مونڈنا نہیں ہے تو پھر میں نہیں جانتا کہ اس کا معنی کیا ہیں؟ (مسنداحمد:16348)

## عقیقہ واجب ہے یاسنت

حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے عقیقہ کے بارے میں مسئلہ دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ عقوق (نافرمانی) کو پسند نہیں کرتا''۔ گویا کہ آپ ﷺ نے یہ نام ناپسند فرمایا۔ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: ہم تو آپ ﷺ سے صرف یہ پوچھ رہے ہیں کہ جب ایک شخص کے یہاں اولاد پیدا ہو تو کیا کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو اپنی اولاد کی طرف سے قربانی (عقیقہ) کرنا پسند کرے تو وہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کرے''۔

(مصنف عبدالرزاق:7961, مصنف ابنِ ابی شیبہ:24727, مسنداحمد:6713, سنن ابوداؤد:2842, سنن نسائی:4217, المستدرک للحاکم:7592, سنن الکبریٰ للبیہقی:19274, مشکوٰۃ المصابیح:4156)

اس حدیثِ مبارکہ میں ''پسند کرے'' اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عقیقہ واجب نہیں ہے بلکہ سنّتِ مؤکدہ ہے البتہ استطاعت ہو تو لازمی کرنا چاہیے جیسا کہ دوسری حدیث میں نبی کریم ﷺ نے عقیقہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے تاکید کی ہے۔ سَمُرہ بن جُندُبؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''لڑکا اپنے عقیقے کے بدلے میں گروی ہے، ساتویں روز اس کی طرف سے ذبح کیا جائے اس کا نام رکھا جائے، اور اس کا سر مونڈا یا جائے۔''

(مسنداحمد:20395, سنن دارمی:2012, جامع ترمذی:1522, سنن ابوداؤد:2838, سنن نسائی:4225, سنن ابنِ ماجہ:3165, المستدرک للحاکم:7587, سنن الکبریٰ للبیہقی:19264, مشکوٰۃ المصابیح:4153)

امام مالکؒ بھی فرماتے ہیں کہ عقیقہ واجب نہیں ہے مستحب ہے۔ (مؤطا امام مالک:1048)

## عقیقہ کونسے دن کیا جائے؟

سَمُرہ بن جُندُبؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''لڑکا اپنے عقیقے کے بدلے میں گروی ہے، ساتویں روز اسکی طرف سے ذبح کیا جائے اسکا نام رکھا جائے، اور اسکا سر مونڈا یا جائے۔''

(مسنداحمد:20395, سنن دارمی:2012, جامع ترمذی:1522, سنن ابوداؤد:2838, سنن نسائی:4225, سنن ابنِ ماجہ:3165, المستدرک للحاکم:7587, سنن الکبریٰ للبیہقی:19264, مشکوٰۃ المصابیح:4153)

سیّدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت حسنؓ اور حسینؓ کی پیدائش کے ساتویں دن نبی کریم ﷺ نے ان کا عقیقہ کیا تھا اور ان کا نام رکھا تھا، آپ ﷺ نے یہ حکم دیا تھا کہ ان کی تکلیف دور کی جائے۔
(صحیح ابنِ حبان:5311, المستدرک الحاکم:7588, البدرالمنیر:9/340, سنن الکبریٰ للبیہقی:19272)

حضرت بُریدہؓ بیان کرتے ہیں، دورِ جاہلیت میں جب ہم میں سے کسی کے ہاں لڑکا پیدا ہوتا تو وہ بکری ذبح کرتا اور اس کے سر پر اس کا خون لگاتا اور جب اسلام کا ظہور ہوا تو ہم ساتویں روز بکری ذبح کرتے اور اس کا سر مونڈتے اور زعفران لگاتے تھے۔
(سنن ابوداؤد:2843, المستدرک للحاکم:7594, مشکوٰۃ المصابیح:4158)

## ساتویں دن کے بعد عقیقہ کرنے کا جواز

حضرت بُریدہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عقیقہ ساتویں دن، چودہویں دن اور اکیسویں دن کیا جا سکتا ہے۔
(المعجم الاوسط:4882, المعجم الصغیر:507, سنن الکبریٰ للبیہقی:19293, مجمع الزوائد:6202)

اس حدیث کی سند میں اسماعیل بن مسلم البصری المکی ضعیف راوی ہے۔ (میزان الاعتدال:946, تقریب التہذیب:484)، اور قتادہ بن دعامہ السدوسی البصری مُدَلِّس ہیں اور عن سے روایت کر رہے ہیں۔ (طبقات المُدَلِّسین:3/92)، اور امام ہیثمی نے بھی مجمع الزوائد میں اسے ضعیف لکھا ہے۔

عطاء بن ابی رباحؒ، اُمِ کُرزؓ اور ابوکُرزؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ کی اولاد میں سے ایک عورت نے نذر مانی کہ اگر عبدالرحمنؓ کی بیوی کے لڑکا پیدا ہوا تو ہم اونٹ ذبح کریں گے۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ نے فرمایا: نہیں۔ بلکہ سنت یہ ہے کہ لڑکے کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کی جائے۔ اس کے اعضاء الگ الگ کر لئے جائیں لیکن اس کی ہڈیاں نہ توڑی جائیں۔ اس کا گوشت خود بھی کھاؤ، (دوستوں، عزیزوں اور رشتہ داروں کو بھی) کھلاؤ اور اللہ کی راہ میں صدقہ بھی کرو۔ یہ تمام کام ساتویں دن ہونے چاہئیں، اگر ساتویں دن نہ کر سکو تو چودھویں دن، اور اگر چودھویں دن بھی نہ کر سکو تو اکیسویں دن۔
(مسنداسحاق بن راہویہ:1292, المستدرک للحاکم:7595)

پہلی عِلّت اس روایت میں یہ ہے کہ اس روایت کی سند منقطع ہے کیونکہ عطاء بن ابی رباحؒ کا اُم کُرزؓ سے سماع ثابت نہیں ہے۔ (تاریخِ دمشق:377/40، رقم:4705, جامع التحصیل:520, اکمال تہذیب الکمال:245/9، رقم:3714, تحفۃالتحصیل:228/1, تہذیب التہذیب:385)۔ دوسری عِلّت اس روایت میں یہ ہے کہ اس حدیث کے الفاظ ''اس کے اعضاء الگ الگ کرلئے جائیں لیکن اس کی ہڈیاں نہ توڑی جائیں۔ اس کا گوشت خود بھی کھاؤ، (دوستوں، عزیزوں اور رشتہ داروں کو بھی) کھلاؤ اور اللہ کی راہ میں صدقہ بھی کرو۔'' شاذ ہیں کیونکہ یہ الفاظ (سنن الکبریٰ للبیہقی:19287) کے مطابق عطاء بن ابی رباحؒ کا ذاتی قول ہے اور اس روایت میں راوی عبدالملک بن ابی سلیمان کے اَوہام کی وجہ سے مرفوعاً روایت ہو گیا ہے، عبدالملک بن ابی سلیمان صدوق راوی ہیں پر ان سے اَوہامات سرزد ہوئے ہیں۔ (تقریب التہذیب:4184)، واللہ اعلم۔

حضرت انس بن مالکؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ جب نبی ﷺ بحیثیت نبی مبعوث ہو گئے تو آپ ﷺ نے اپنی طرف سے عقیقہ کیا۔

(مصنّف عبدالرزّاق:7960, مسندالبزار:7281, مسندالرویانی:1371, سنن الکبریٰ للبیہقی:19273, شرح مشکل الآثار:1053, المعجم الاوسط:994, مجمع الزوائد:6203)

اس حدیث کی مصنّف عبدالرزّاق، مسند البزار اور مسند الرویانی کی سند میں عبداللہ بن محرر جزری متروک راوی ہے۔ (میزان الاعتدال:4596, تقریب التہذیب:3573)، جس کی وجہ سے یہ سند سرے سے ہی مردود ہے نیز سند میں قتادہ بن دعامہ السدوسی البصری مُدَلّس ہیں اور عن سے روایت کر رہے ہیں۔ (طبقات المُدَلِّسین:92/3)، جبکہ شرح مشکل الآثار اور المعجم الاوسط للطبرانی کی روایت کی سند میں راوی عبداللہ بن المثنیٰ بن عبداللہ بن انس بن مالک الانصاری، ابوالمثنیٰ ضعیف ہے۔ (میزان الاعتدال:4595, تقریب التہذیب:3571)، جس کی وجہ سے یہ روایت بھی ضعیف ہے۔

لٰہذا ساتویں دن عقیقہ کرنا ہی سنت ہے، مگر کسی بہت ہی شدید عُزر کے سبب ساتویں دن عقیقہ کرنا ممکن نہ ہو یا رہ جائے تو عُزر کے ختم ہونے پر اجتہاد کرتے ہوئے کیا جا سکتا ہے کیونکہ سَمُرہ بن جُندُبؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''لڑکا اپنے عقیقے کے بدلے میں گروی ہے۔''

(مسنداحمد:20395, سنن دارمی:2012, جامع ترمذی:1522, سنن ابوداؤد:2838, سنن نسائی:4225, سنن ابنِ ماجہ:3165, المستدرک للحاکم:7587, سنن الکبریٰ للبیہقی:19264, مشکوٰۃ المصابیح:4153)

مگر باوجود استطاعت کے تاخیر کرنا ہر گز پسندیدہ عمل نہیں ورنہ ممکن ہے کہ وہ ایک عام صدقہ ہی شمار ہو، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر کو لازم قرار دیا ہے یہ روزوں کو لغو اور بیہودہ باتوں سے پاک کرتا ہے اور مسکینوں کا رزق ہے، لہٰذا جو اسے (عید کی) نماز سے پہلے ادا کرے گا تو یہ مقبول صدقہ ہوگا اور جو اسے نماز کے بعد ادا کرے گا تو وہ عام صدقات میں سے ایک صدقہ ہوگا۔

(سنن ابوداؤد:1609, سنن ابنِ ماجہ:1827, المستدرک للحاکم:1488, سنن الکبریٰ للبیہقی:7692)

## عقیقہ میں کونسے جانور ذبح کیے جائیں؟

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حسنؓ اور حسینؓ کی طرف سے ایک ایک (دو دو) مینڈھے سے عقیقہ کیا۔

( سنن نسائی:4224, سنن ابوداؤد:2841, ابنِ جارود:911-912, مشکوٰۃ المصابیح:4155)

حضرت اُم کُرزؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے عقیقہ کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ہے اور ان کا نر یا مادہ ہونا تمہارے لیے مضر نہیں۔''

(مصنف عبدالرزاق:7954, مصنف ابنِ ابی شیبہ:24723, جامع ترمذی:1516, سنن ابوداؤد:2835, سنن نسائی:4223, المستدرک الحاکم:7591, سنن الکبریٰ للبیہقی:19276, مشکوٰۃ المصابیح:4152)

عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی مُلَیکہؒ سے روایت ہے کہ عبدالرحمن بن ابی بکرؓ کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو (ان کی بہن) عائشہؓ سے کہا گیا: اے اُم المؤمنین! آپ اس (اپنے بھتیجے) کی طرف سے اُونٹ ذبح کریں۔ انہوں (عائشہؓ) نے فرمایا: معاذاللہ! بلکہ جو نبی ﷺ نے فرمایا: دو سالم برابر بکریاں۔

(شرح مشکل الآثار:1042, علل الدارقطنی:15/407, سنن الکبریٰ للبیہقی:19280)

یوسف بن ماہکؒ فرماتے ہیں کہ میں اور ابنِ مُلَیکہؒ حفصہ بنت عبدالرحمن بن ابی بکرؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے منذر بن زبیرؒ کے بیٹے کو جنم دیا تھا، میں نے کہا: آپ نے اپنے بیٹے کی

پیدائش پر اونٹ کیوں قُربان نہیں کیا؟ تو انہوں نے کہا: معاذ اللہ! میں نے اپنی پھوپھی سیّدہ عائشہؓ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: لڑکے کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری (عقیقہ میں قُربان) کی جائے گی۔

(مصنف عبدالرزاق:7956)

حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس کا کوئی بچہ پیدا ہو تو وہ اس کا اونٹوں، گایوں یا بکریوں سے اس کا عقیقہ کرے۔

(المعجم الصغیر للطبرانی:506, مجمع الزوائد:6195)

اس روایت کی سند مسلسل ضعیف ہے کیونکہ اس میں ابراہیم بن احمد بن مروان الواسطی راوی قوی نہیں ہے۔ (میزان الاعتدال:26)، عبدالملک بن معروف الخیاط الواسطی راوی مجہول ہے۔ اور اس میں مسعدہ بن الیسع الباہلی کذاب راوی ہے۔ (میزان الاعتدال:8473) اور اس کو خود امام ہیثمی نے مجمع الزوائد میں کذاب لکھا ہے۔ اور اس کے علاوہ اس روایت میں حسن البصری مُدلّس ہیں اور عن سے روایت کر رہے ہیں اور مُدلّس کی عن والی روایت ضعیف ہوتی ہے۔ (طبقات المُدلّسین:40/2)

لہٰذا ان احادیث کی روشنی میں یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ عقیقہ میں صرف بکری، بکرا، مینڈھا یا بھیڑ ہی ذبح کی جاسکتی ہے اور گائے یا اُونٹ ہر گز ذبح نہیں کیے جاسکتے۔

## قربانی کے جانور کے حصّہ میں عقیقہ کرنا؟

سَمُرہ بن جُندُبؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ’’لڑکا اپنے عقیقے کے بدلے میں گروی ہے، ساتویں روز اسکی طرف سے ذبح کیا جائے اسکا نام رکھا جائے، اور اسکا سر مونڈا یا جائے۔‘‘

(مسنداحمد:20395, سنن دارمی:2012, جامع ترمذی:1522, سنن ابوداؤد:2838, سنن نسائی:4225, سنن ابنِ ماجہ:3165, المستدرک للحاکم:7587, سنن الکبریٰ للبیہقی:19264, مشکوۃ المصابیح:4153)

لہٰذا ایک گروی جان دوسری جان کے بدلے ہی چھڑوائی جاسکتی ہے اسی لیے بچے کی طرف سے دوسری جان ہی قربان کرنا ہوگی اور جان بھی وہی جس کا ثبوت نبی کریم ﷺ کے فرمان سے یا عمل

سے ملتا ہے مثلاً بکری، بکرا، بھیڑ یا مینڈھا وغیرہ اور جس جانور مثلاً گائے اور اونٹ کو عقیقہ کے لیے ذبح نہیں کیا جا سکتا تو اس جانور کی قربانی کے حصے میں سے عقیقہ کیسے ہو سکتا ہے۔

## عقیقہ میں کتنے جانور ذبح کئے جائیں؟

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حسنؓ اور حسینؓ کی طرف سے ایک ایک مینڈھے سے عقیقہ کیا۔

(سنن ابوداؤد:2841, ابنِ جارود:911-912, مشکوٰۃ المصابیح:4155)

حضرت نافعؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے جو کوئی ان کے گھر والوں میں سے عقیقے کو کہتا وہ دیتے اور اپنی اولاد کی طرف سے خواہ لڑکا ہو یا لڑکی ایک ایک بکری عقیقے میں دیتے۔

(مؤطا امام مالک:1077/1045, سنن الکبریٰ للبیہقی:19284)

عُروہ بن زبیرؓ اپنی اولاد کی طرف سے خواہ لڑکا ہو یا لڑکی ایک ایک بکری عقیقے میں کرتے تھے۔

(مؤطا امام مالک:1080/1048, مصنف ابنِ ابی شیبہ:24733, سنن الکبریٰ للبیہقی:19285)

حضرت محمد بن ابراہیم بن حارث التیمیؒ فرماتے ہیں کہ ان کے والد (ابراہیم بن حارث التیمیؒ) بہتر جانتے تھے عقیقے کو اگرچہ ایک چڑیا ہی کیوں نہ ذبح کی جائے۔

(مؤطا امام مالک:1078/1046)

ان شواہد کی بناء پر اور ان ہی احادیث کو حجت مانتے ہوئے امام مالکؒ لڑکا اور لڑکی دونوں کی طرف سے ایک ایک بکری دینے کے قائل تھے۔

(مؤطا امام مالک:1048)

البتہ افضیلت اس ہی میں ہے کہ لڑکے کی طرف سے دو جبکہ لڑکی کی طرف سے ایک بکری، بکرا، مینڈھا یا بھیڑ ذبح کی جائے کیونکہ اس کے دلائل کی بھی کثرت ہے اور واضح حکمِ رسولِ کریم ﷺ بھی موجود ہے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حسنؓ اور حسینؓ کی طرف سے دو دو مینڈھے ذبح کیے۔

(سنن نسائی:4224, مشکوٰۃ المصابیح:4155)

حضرت اُم کُرزؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے عقیقہ کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ہے اور ان کا نریا مادہ ہونا تمہارے لیے مضر نہیں۔“

(مصنف عبدالرزاق:7954, مصنف ابنِ ابی شیبہ:24723, جامع ترمذی:1516, سنن ابوداؤد:2835, سنن نسائی:4223, المستدرک الحاکم:7591, سنن الکبریٰ للبیہقی:19276, مشکوٰۃ المصابیح:4152)

یوسف بن ماہکؒ فرماتے ہیں کہ ہم حفصہ بنت عبدالرحمٰنؒ کے پاس گئے اور ان سے عقیقہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ (ان کی پھوپھی) اُم المؤمنین عائشہؓ نے ان کو یہ بتایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم لڑکے کی طرف سے دو بکریاں ایک جیسی اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری (عقیقہ میں قربان) کریں۔

(مصنف ابنِ ابی شیبہ:24729, مسنداحمد:24529, سنن ابنِ ماجہ:3163, جامع ترمذی:1513, صحیح ابنِ حبان:5310, سنن الکبریٰ للبیہقی:19281)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے عقیقہ کے بارے میں مسئلہ دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو اپنی اولاد کی طرف سے قربانی (عقیقہ) کرنا پسند کرے تو وہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کرے“۔

(مصنف عبدالرزاق:7961, مصنف ابنِ ابی شیبہ:24727, مسنداحمد:6713, سنن ابوداؤد:2842, سنن نسائی:4217, المستدرک للحاکم:7592, سنن الکبریٰ للبیہقی:19274, مشکوٰۃ المصابیح:4156)

## عقیقہ کرتے وقت کیا کہا جائے؟

سیّدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت حسنؓ اور حسینؓ کی پیدائش کے ساتویں دن نبی کریم ﷺ نے ان کا عقیقہ کیا تھا اور آپ ﷺ نے یہ حکم دیا تھا کہ ان کی تکلیف دور کی جائے اور فرمایا کہ اس کے نام پر ذبح کرو اور کہو: بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، اے اللہ یہ تیری عطا تیرے لیے ہے، یہ فلاں کا عقیقہ ہے۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی:19294)

اس روایت کی سند میں (عبدالملک بن عبدالعزیز) ابنِ جریج مُدَلِّس ہیں اور عن سے روایت کررہے ہیں۔ (طبقات المُدَلِّسین:83/3)

تاہم مشہور تابعی اور مُفسّرِ قرآن امام قتادہؒ فرماتے ہیں کہ جس طرح قربانی پر بسم اللہ پڑھی جاتی ہے اسی طرح عقیقہ پر بھی بسم اللہ پڑھی جائے گی، یعنی بسم اللہ فلاں کا عقیقہ ہے۔

(مصنف ابنِ ابی شیبہ:24753)

## عقیقہ کے گوشت کی تقسیم

ہشام (بن حسّان)، حسن بصریؒ اور ابنِ سیرینؒ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ دونوں حضرات عقیقہ میں بھی ان چیزوں کو ناپسند سمجھتے تھے جن کو یہ قربانی میں ناپسند سمجھتے تھے، ان حضرات کے ہاں عقیقہ بھی قربانی کی طرح ہے یعنی خود بھی کھایا جاسکتا ہے اور دوسروں کو بھی کھلایا جاسکتا ہے۔

(مصنف ابنِ ابی شیبہ:24743)

امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ عقیقے کا گوشت اور کھال بیچنا درست نہیں اور ہڈیاں اس کی توڑنا چاہیے (کیونکہ دور جاہلیت میں لوگ عقیقے کی بکری کی ہڈی توڑنا منحوس جانتے تھے اور ہڈی نہ توڑنا مبارک اور بچے کی حیات کا باعث جانتے تھے) اور عقیقہ کرنے والے عقیقے کے گوشت میں سے کھائیں اور فقیروں کو کھلائیں اور عقیقے کی بکری کا خون بچے کو نہ لگائیں۔

(مؤطا امام مالک:1048)

## بچے کے سر پر کیا لگایا جائے؟

یزید بن عبداللہ المُزنیؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: لڑکے کی طرف سے عقیقہ کیا جائے، اور اس کے سر میں عقیقہ کے جانور کا خون نہ لگایا جائے۔

(سنن ابنِ ماجہ:3166، شرح مشکل الآثار:1052, المعجم الاوسط للطبرانی:333, سنن الکبریٰ للبیہقی:19288, مجمع الزوائد:6196)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں رواج تھا کہ جب لوگ عقیقہ کرتے تو عقیقے کے خون میں روئی کا ٹکڑا بھگوتے، جب بچے کا سر مونڈتے تو اس روئی کو بچے کے سر پر رکھتے، نبی ﷺ نے فرمایا: خون کی جگہ تم خلوق (مخصوص قسم کی خوشبو) لگاؤ، یعنی ذبح کے دن بچے کے سر پر۔

(صحیح ابنِ حبان:5308, سنن الکبریٰ للبیہقی:19289)

حضرت بُریدہؓ بیان کرتے ہیں، دور جاہلیت میں جب ہم میں سے کسی کے ہاں لڑکا پیدا ہوتا تو وہ بکری ذبح کرتا اور اس کے سر پر اس کا خون لگاتا اور جب اسلام کا ظہور ہوا تو ہم ساتویں روز بکری ذبح کرتے اور اس کا سر مونڈتے اور زعفران لگاتے تھے۔

(سنن ابوداؤد:2843, المستدرک للحاکم:7594, مشکوٰۃ المصابیح:4158)

## بچے کے بالوں کے وزن کے برابر صدقہ کرنا

ابو رافعؓ فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ نے جب حضرت حسنؓ کو جنم دیا تو رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا میں اپنے بیٹے کی طرف سے عقیقہ میں خون بہاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! بلکہ تم اس کا سر مونڈواو اور اس کے بالوں کے وزن کے برابر صُفہ والوں پر یا مساکین پر چاندی کا صدقہ کرو۔ راوی کہتے ہیں کہ جب حضرت حسینؓ پیدا ہوئے تو فاطمہؓ نے پھر بھی ایسا ہی کیا۔

(مسند ابنِ جعد:2295, مصنف ابنِ ابی شیبہ:24717, مسنداحمد:24375, المعجم الکبیر للطبرانی:912-913, سنن الکبریٰ للبیہقی:19299-19300, مجمع الزوائد:6180-6181)

اس روایت کی سند میں راوی عبداللہ بن محمد بن عقیل بن ابی طالب، جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں۔ (میزان الاعتدال:4541)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حسنؓ کی طرف سے ایک بکری عقیقہ کیا، اور فرمایا: ''فاطمہ! اس کا سر مونڈ دو اور اس کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرو''، فاطمہؓ نے اس کے بالوں کا وزن کیا تو اس کا وزن ایک درہم کے برابر یا اس سے کچھ کم ہوا۔

(مصنف ابنِ ابی شیبہ:24716, جامع ترمذی:1519, سنن الکبریٰ للبیہقی:19298, مجمع الزوائد:3989, مشکوٰۃ المصابیح:4154)

اس روایت کی سند منقطع ہے اور امام ترمذی خود لکھتے ہیں کہ اس کی سند متصل نہیں ہے، اور راوی امام ابو جعفر الصادق محمد الباقر بن علی بن حسین نے علی بن ابی طالبؓ کو نہیں پایا ہے۔

حضرت علی بن ابی طالبؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حسینؓ کے عقیقہ میں ایک بکری ذبح کی، اور فرمایا: ''فاطمہ! اس کا سر مونڈواو راس کے بالوں کے وزن کے برابر صدقہ کرو''، چنانچہ ہم نے ان بالوں کا وزن لیا تو اس کا وزن ایک درہم ہوا۔

(المستدرک للحاکم:7589)

اس روایت کی سند متصل تو ہے مگر سند میں راوی محمد بن اسحاق بن یسار مشہور مُدَلِّس ہیں اور عن سے روایت کر رہے ہیں اور مُدَلِّس کی عن والی روایت ضعیف ہوتی ہے۔ (طبقات المُدَلِّسین:4/125)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ عقیقہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ بچہ کی طرف سے ساتویں دن ذبح کیا جائے گا، بچے کے سر کے بال مونڈے جائیں گے اور اس کے بالوں کے ہم وزن چاندی صدقہ کی جائے گی اور اس کے سر کو خون سے آلودہ کیا جائے گا۔

(مصنف ابنِ ابی شیبہ:24742)

اس روایت کی سند میں راوی عطاء بن سائب کا آخری عمر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا ان سے صرف وہی روایات قابلِ قبول ہیں جو شعبہ، ثوری اور حماد بن زید نے ان سے روایت کیں کیونکہ وہ اختلاط سے پہلے کی ہیں۔ (میزان الاعتدال:5647، تقریب التہذیب:4592)، اور اس روایت میں عطاء بن سائب سے عبدالوارث بن سعید نے اختلاط کے بعد یہ حدیث روایت کی ہے۔

اگرچہ بچے کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرنے کی تمام روایات میں تو ضعف پایا جاتا ہے لیکن اگر کوئی اجتہاداً یہ عمل کرتا ہے تو بھی جائز ہے کیونکہ صدقہ کسی بھی وقت کیا جا سکتا ہے، اور نبی کریم ﷺ نے صدقہ کرنے کی بہت زیادہ ترغیب دلائی ہے۔

# ناموں کا بیان

ابو وہب جُشمیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انبیاء کے ناموں پر نام رکھا کرو۔
(مسنداحمد:19241, الادب المفرد:814, سنن ابوداؤد:4950, سنن نسائی:3595, مسندابویعلی الموصلی:7133, سنن الکبریٰ للبیہقی:19307, مشکوۃ المصابیح:4782)

اس روایت کی سند راوی عقیل بن شبیب کے مجہول ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ (میزان الاعتدال:5709, تقریب التہذیب:4660)

اگرچہ یہ حدیث تو ضعیف ہے مگر نبیوں کے ناموں پر نام رکھنا سنت رسول ﷺ ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے لختِ جگر کا نام ابراہیم رکھا تھا۔
(مسند ابوداؤد الطیالسی:765, صحیح البخاری:6195, مشکوۃ المصابیح:6137)

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم میں سے ایک شخص کے ہاں لڑکا پیدا ہوا، اس نے اس کا نام محمد رکھا، اس کی قوم نے اس سے کہا: تم نے اپنے بیٹے کا نام نبی ﷺ کے نام پر رکھا ہے، ہم تمھیں نبی ﷺ کے نام پر نام نہیں رکھنے دیں گے، وہ شخص اپنے بیٹے کو اپنی پیٹھ پر اٹھا کر نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اللہ کے رسول ﷺ! میرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے میں نے اس کا نام محمد رکھا ہے، اس پر میری قوم نے کہا ہے: ہم تمھیں نبی ﷺ کے نام پر نام نہیں رکھنے دیں گے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: میرے نام پر نام رکھو اور میری کُنیت پر (اپنی) کُنیت نہ رکھو۔ بے شک میں تقسیم کرنے والا ہوں (جو اللہ عطا کرتا ہے، اسے) تمھارے درمیان تقسیم کرتا ہوں۔
(صحیح مسلم:5588-5590, صحیح البخاری:3114, مشکوۃ المصابیح:4751)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ بقیع میں ایک شخص نے دوسرے شخص کو یا ابالقاسم کہہ کر آواز دی، رسول اللہ ﷺ (اس آواز پر) اس کی طرف متوجہ ہوئے تو اس شخص نے کہا: اللہ کے رسول! میرا مقصود آپ کو پُکارنا نہ تھا، میں نے تو فلاں کو آواز دی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے نام پر نام رکھو اور میری کُنیت پر (اپنی) کُنیت نہ رکھو۔
(صحیح مسلم:5586, صحیح البخاری:2121, مشکوۃ المصابیح:4750)

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ہم میں سے ایک شخص کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا، اس شخص نے اس کا نام قاسم رکھا، ہم نے کہا: ہم تمھیں ابوالقاسم کی کُنیت سے نہیں پُکاریں گے۔ نہ (اس سے) تمھاری آنکھیں ٹھنڈی کریں گے تو وہ شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپ ﷺ کو یہ سب بات بتائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے بیٹے کا نام عبدالرحمٰن رکھ لو۔

(صحیح مسلم:5595, صحیح البخاری:6189)

محمد بن حنفیہؒ اپنے والد (علی بن ابی طالبؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عرض کیا، رسول اللہ ﷺ! مجھے بتائیں اگر آپ ﷺ کے بعد میرے ہاں بچہ پیدا ہو تو میں آپ ﷺ کے نام پر اس کا نام اور آپ ﷺ کی کُنیت پر اس کی کُنیت رکھ لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں"۔

(الادب المفرد:843, مصنف ابنِ ابی شیبہ:26434, سنن ابوداؤد:4967, المستدرک للحاکم:7737, مشکوٰۃ المصابیح:4772)

چنانچہ یہ قید نبی کریم ﷺ کی زندگی تک محدود تھی کیونکہ آپ ﷺ کے بعد اکثر اصحابِ رسول اللہ ﷺ نے اپنی اولاد میں محمد نام بھی رکھا اور ان کی کُنیت ابوالقاسم بھی رکھی، مثلاً:

علی بن ابی طالبؓ کے بیٹے کا نام محمد بن حنفیہؒ اور ان کی کُنیت ابوالقاسم تھی۔(تقریب التہذیب:6157)

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے بیٹے کا نام محمد اور ان کی کُنیت ابوالقاسم تھی۔(تقریب التہذیب:5764)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے بیٹے کا نام محمد اور ان کی کُنیت ابوالقاسم تھی۔(تقریب التہذیب:5904)

حضرت اشعث بن قیسؓ کے بیٹے کا نام محمد اور ان کی کُنیت ابوالقاسم تھی۔(تقریب التہذیب:5742)

## اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ نام

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمھارے ناموں میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔

(صحیح مسلم:5587, مصنف ابنِ ابی شیبہ:26431, سنن ابوداؤد:4949, سنن ابنِ ماجہ:3728, جامع ترمذی:2833, المستدرک للحاکم:7719, مشکوٰۃ المصابیح:4752)

## اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابلِ تحقیر اور ناپسندیدہ نام

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے قابلِ انتہائی تحقیر نام اس شخص کا ہے جو شہنشاہ (بادشاہ) کہلائے۔

(صحیح مسلم:5610, صحیح البخاری:6206)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن سب سے زیادہ گندا اور غضب کا مستحق شخص وہ ہوگا جو شہنشاہ (بادشاہ) کہلاتا ہوگا، اللہ کے سوا اور کوئی بادشاہ نہیں ہے۔

(صحیح مسلم:5611, صحیح البخاری:6205, مسنداحمد:7325, سنن ابوداؤد:4961, جامع ترمذی:2837, مشکوٰۃ المصابیح:4755)

## پیدائش کے کونسے دن نام رکھا جائے؟

سَمُرہ بن جُندُبؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''لڑکا اپنے عقیقے کے بدلے میں گروی ہے، ساتویں روز اسکی طرف سے ذبح کیا جائے اسکا نام رکھا جائے، اور اسکا سر مونڈا یا جائے۔''

(مسنداحمد:20395, سنن دارمی:2012, جامع ترمذی:1522, سنن ابوداؤد:2838, سنن نسائی:4225, سنن ابنِ ماجہ:3165, المستدرک للحاکم:7587, سنن الکبریٰ للبیہقی:19264, مشکوٰۃ المصابیح:4153)

سیّدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت حسنؓ اور حسینؓ کی پیدائش کے ساتویں دن نبی کریم ﷺ نے ان کا عقیقہ کیا تھا اور ان کا نام رکھا تھا، آپ نے یہ حکم دیا تھا کہ ان کی تکلیف دور کی جائے۔

(صحیح ابنِ حبان:5311, المستدرک الحاکم:7588, البدرالمنیر:9/340, سنن الکبریٰ للبیہقی:19272)

## ساتویں دن سے پہلے نام رکھنے کا جواز

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن ابی طلحہؓ کی پیدائش پر میں ان کو لے کر نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا آپ ﷺ اس وقت عباء پہنے ہوئے تھے، اور اپنے ایک اونٹ کو دوا لگا رہے تھے، آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تمہارے پاس کھجور ہے؟ میں نے کہا: ہاں، پھر میں نے آپ ﷺ

کوئی کھجوریں پکڑائیں، آپ ﷺ نے ان کو اپنے منہ میں ڈالا اور چبا کر بچے کا منہ کھولا اور اس کے منہ میں ڈال دیا تو بچہ منہ چلا کر چوسنے لگا، اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: انصار کی پسندیدہ چیز کھجور ہے اور آپ ﷺ نے اس لڑکے کا نام عبداللہ رکھا۔

(صحیح مسلم:5612, الادب المفرد:1254, سنن ابوداؤد:4951, مسندابویعلیٰ الموصلی:3269, صحیح ابنِ حبان:4531, سنن الکبریٰ للبیہقی:19304)

لہٰذا پیدائش کے ساتویں دن سے پہلے بھی بچے کو نام دیا جاسکتا ہے البتہ ساتویں دن نام رکھنے کے حکم والی روایت اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ ساتویں روز لازماً نام کا اعلان کیا جائے۔

## ناموں کے تبدیل کرنے کا جواز

اُم المؤمنین عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ بُرا نام بدل دیا کرتے تھے۔

(جامع ترمذی:2839, مشکوٰۃ المصابیح:4774)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی کہ حضرت عمرؓ کی ایک صاحبزادی کو عاصیہ (نافرمانی کرنے والی) کہا جاتا تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام جمیلہ (خوبصورت) رکھ دیا۔

(صحیح مسلم:5605, مصنف ابنِ ابی شیبہ:26414, سنن ابنِ ماجہ:3733, سنن ابوداؤد:4952, جامع ترمذی:2838, مشکوٰۃ المصابیح:4758)

ابوداؤد کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے عاص (گنہگار)، عزیز (اللہ کا نام ہے)، عتلہ (سختی)، حکم (اللہ کی صفت ہے)، غراب (کوے کو کہتے ہیں اور معنی دوری اور غربت کے ہیں)، حباب (شیطان کا نام) اور شہاب (شیطان کو بھگانے والا ایک شعلہ ہے) کے نام بدل دیئے اور شہاب کا نام ہشام رکھ دیا، اور حرب (جنگ) کے بدلے سلم (امن) رکھا، مضطجع (لیٹنے والا) کے بدلے منبعث (اٹھنے والا) رکھا، اور جس زمین کا نام عفرۃ (بنجر) تھا، اس کا خضرہ (سرسبز) رکھا، شعب الضلالۃ (گمراہی کی گھاٹی) کا نام شعب الہدیٰ (ہدایت کی گھاٹی) رکھا، اور بنو زنیہ کا نام بنو رشدہ اور بنو مغویہ کا نام بنو رشدہ رکھ دیا۔ ابوداؤد کہتے ہیں کہ میں نے اختصار کی غرض سے ان سب کی سندیں چھوڑ دی ہیں۔

(سنن ابوداؤد:4956, مشکوٰۃ المصابیح:4776)

سعید بن مُسیّبؒ فرماتے ہیں کہ ان کے دادا (حزنؓ) نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟ کہا: حزن (سخت اور دشوار گزار زمین)، آپ ﷺ نے فرمایا: تم سہل (نرم اور عمدہ زمین) ہو، انہوں نے کہا: نہیں، میں اپنے والد کا رکھا ہوا نام نہیں بدلوں گا، سعید بن مُسیّبؒ کہتے ہیں: تو میں نے جانا کہ اس کے بعد ہم لوگوں میں حزونت (سختی، دشواری) برقرار رہی۔ (اس لیے کہ میرے دادا نے نبی ﷺ کا بتایا ہوا نام ناپسند کیا تھا۔)

(صحیح البخاری:6190, الادب المفرد:841, سنن ابوداؤد:4956, مشکوٰۃ المصابیح:4781)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ حضرت زینب (بنت اُم سلمہؓ) کا نام بَرّہ تھا تو کہا گیا کہ وہ (نام بتاتے وقت خود) اپنی پارسائی بیان کرتی ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام زینب رکھ دیا۔

(صحیح البخاری:6192, صحیح مسلم:5607, ابنِ ابی شیبہ:26413, مسنداحمد:9916, ابنِ ماجہ:3732)

محمد بن عمرو بن عطاءؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی بیٹی کا نام بَرّہ رکھا تو حضرت زینب بنت ابی سلمہؓ نے مجھ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ نام رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ اور (بتایا کہ) میرا نام بھی پہلے بَرّہ رکھا گیا تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ اپنی پارسائی نہ بیان کرو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کہ تم میں سے نیکوکار کون ہے۔ لوگوں نے کہا: پھر ہم اس کا کیا نام رکھیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا نام زینب رکھ دو۔ انہوں (زینب بنت ابی سلمہؓ) نے کہا جب زینب بنت جحشؓ آپ ﷺ کے عقد میں داخل ہوئیں تو ان کا نام بھی بَرّہ تھا، تو آپ نے ان کا نام بھی زینب رکھا۔

(صحیح مسلم:5608-5609, الادب المفرد:821, مشکوٰۃ المصابیح:4756)

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ (اُم المومنین) جویریہؓ کا نام بَرّہ تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام بدل کر جویریہ رکھ دیا۔ آپ کو پسند نہ تھا کہ یوں کہا جائے کہ آپ بَرّہ (نیکیوں والی) کے پاس سے چلے گئے ہیں۔

(صحیح مسلم:5606, الادب المفرد:647, مسنداحمد:2334, سنن ابوداؤد:1503, مشکوٰۃ المصابیح:4757)

لہٰذا عمر کے کسی بھی حصے میں نام تبدیل کیا جاسکتا ہے اور خاص طور پر جب نام کا مطلب اسلامی لحاظ سے ناپسندیدہ ہو، تکبر یا اپنی ہی بڑائی بیان کرنے والا ہو۔

## کُنیت بڑے بیٹے کے نام پر رکھی جائے

ابو شُریح ہانی کندیؓ سے روایت ہے کہ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنی قوم کے ساتھ وفد میں آئے، تو آپ ﷺ نے ان لوگوں کو سنا کہ وہ انہیں ابوالحکم کی کُنیت سے پُکار رہے تھے، آپ ﷺ نے انہیں بلایا، اور فرمایا: حکم تو اللہ ہے، اور حکم اسی کا ہے تو تمہاری کُنیت ابوالحکم کیوں ہے؟ انہوں نے کہا: میری قوم کے لوگوں کا جب کسی معاملے میں اختلاف ہوتا ہے تو وہ میرے پاس آتے ہیں اور میں ہی ان کے درمیان فیصلہ کرتا ہوں اور دونوں فریق اس پر راضی ہو جاتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تو اچھی بات ہے، تو کیا تمہارے کچھ لڑکے بھی ہیں؟ انہوں نے کہا: شُریح، مسلم اور عبداللہ میرے بیٹے ہیں آپ ﷺ نے پوچھا: ان میں بڑا کون ہے؟ میں نے عرض کیا: شُریح آپ ﷺ نے فرمایا: تو تم ابو شُریح ہو۔

(الادب المفرد:811, سنن ابوداؤد:4955, سنن نسائی:5389, المستدرک للحاکم:62, مشکوٰۃ المصابیح:4766)

## اپنی اولاد نہ ہونے کے باوجود کُنیت رکھنے کا جواز

اُم المؤمنین عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ﷺ میری کُنیت کیوں نہیں رکھتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو تم اپنے بیٹے یعنی عبداللہ بن زبیر کے نام سے کُنیت رکھ لو، چنانچہ مجھے اُم عبداللہ کہا جاتا تھا۔

(الادب المفرد:851-850, سنن ابوداؤد:4970, مسندابویعلیٰ الموصلی:4483, المستدرک للحاکم:7738, سنن الکبریٰ للبیہقی:19335)

## محبت میں کسی نام کا حروف بڑھانے یا کم کرنے کا جواز

نبی کریم ﷺ کی زوجہ مُطہرہ عائشہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یا عائش! یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں اور تمہیں سلام کہتے ہیں۔'' میں نے کہا اور ان پر بھی سلام اور اللہ کی رحمت ہو۔ جو چیزیں آپ ﷺ دیکھتے تھے وہ مجھے نظر نہیں آتی تھیں۔

(صحیح البخاری:6201, صحیح مسلم:6304, مشکوٰۃ المصابیح:6187)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تمام انسانوں میں اخلاق کے سب سے اچھے تھے، آپ ﷺ نے ایک دن مجھے کسی کام سے بھیجا، میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں نہیں جاؤں گا حالانکہ میرے دل میں یہ تھا کہ نبی ﷺ نے مجھے جس کام کا حکم دیا ہے میں اس کے لیے ضرور جاؤں گا۔ تو میں چلا گیا حتیٰ کہ میں چند لڑکوں کے پاس سے گزرا، وہ بازار میں کھیل رہے تھے پھر اچانک (میں نے دیکھا) رسول اللہ ﷺ نے پیچھے سے میری گُدی سے مجھے پکڑ لیا، میں نے آپ ﷺ کی طرف دیکھا تو آپ ہنس رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اُنَیس! کیا تم وہاں گئے تھے جہاں (جانے کو) میں نے کہا تھا؟ میں نے کہا جی ہاں، اللہ کے رسول ﷺ! میں جا رہا ہوں۔

(صحیح مسلم:6015, سنن ابوداؤد:4773)

ان شواھد کی بناء پر اگر کسی کو اس کے نام کو مختصر کر کے مخاطب کیا جائے اور مقصد تحقیر یا مذاق بنا کر اس کی دل آزاری کرنا نہیں بلکہ محبت واپنائیت کا اظہار ہو، تو نہ صرف جائز ہے بلکہ سنت ہے۔

## لڑکے کی ختنہ کب کی جائے؟

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''پانچ چیزیں فطرت سے ہیں، ختنہ کرنا، زیر ناف کے بال بنانا، بغل کے بال صاف کرنا، مونچھ چھوٹی کرانا اور ناخُن کاٹنا۔''

(صحیح البخاری:6297, صحیح مسلم:597, مسنداحمد:7139, جامع ترمذی:2756, سنن ابوداؤد:4198, سنن نسائی:11-9, سنن ابنِ ماجہ:292, مشکوٰۃ المصابیح:4420)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت ابراہیم نبی علیہ السلام نے اَسّی سال کی عمر میں قدوم (مقام پر تیشے یا بسولے کے ذریعے) سے خود ختنہ کیا۔

(صحیح البخاری:6298, صحیح مسلم:6141, مسنداحمد:8264, مشکوٰۃ المصابیح:5703)

سعید بن مُسَیّبؒ بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم خلیل الرحمٰن سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے مہمان نوازی کی، ختنہ کیا، اپنی مونچھیں کتریں، اور بڑھاپا دیکھا تو عرض کیا، اے میرے ربّ! یہ کیا ہے؟ اللہ نے فرمایا: ابراہیم! وقار ہے۔ عرض کیا، اے میرے ربّ! میرے وقار میں اضافہ فرما۔

(مؤطا امام مالک:1650, الادب المفرد:1250, مشکوٰۃ المصابیح:4488)

حضرت سعید بن جُبیرؒ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عباسؓ سے پوچھا گیا کہ جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ کی عمر کیا تھی؟ کہا کہ ان دنوں میرا ختنہ ہو چکا تھا اور عرب لوگوں کی عادت تھی جب تک لڑکا جوانی کے قریب نہ ہوتا اس کا ختنہ نہ کرتے تھے۔

(صحیح البخاری:6299)

جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حسنؓ و حسینؓ کا عقیقہ کیا اور ساتویں دن ختنے کروائے۔

(المعجم الاوسط للطبرانی:6708, المعجم الصغیر للطبرانی:508, سنن الکبریٰ للبیہقی:17563, مجمع الزوائد:6200)

اس حدیث کی المعجم الاوسط للطبرانی کی روایت کی سند میں راوی عبداللہ بن محمد بن عقیل بن ابی طالب جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں۔(میزان الاعتدال:4541)، جبکہ المعجم الصغیر للطبرانی اور سنن الکبریٰ للبیہقی کی روایت کی سند میں راوی الولید بن مسلم الدمشقی مشہور مُدلِّس ہیں اور عن سے روایت کر رہے ہیں۔(طبقات المُدَلِّسین:4/127)

اگرچہ پیدائش کے ساتویں دن ہی ختنہ کرنے کی کوئی قید نہیں ہے البتہ بلوغت سے پہلے ہی کروالینا چاہیے۔اور اگر بچے کی صحت اجازت دے تو جتنا جلد ہو سکے اتنا جلد اس سنت پر عمل کرنا چاہیے۔

## خواتین کی ختنہ کا مسئلہ

جہاں بچوں کی ختنہ کا موضوع زیر بحث آتا ہے وہیں ضمن خواتین کی ختنہ کا موضوع بھی اکثر زیر بحث آتا ہے جن کی بنیاد چند روایات پر مشتمل ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

حضرت اُم عطیہ انصاریہؓ سے روایت ہے کہ مدینہ میں ایک عورت ختنے کیا کرتی تھی، رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ’’ختنے کی جگہ زیادہ نہ کاٹو کیونکہ وہ عورت کے لیے زیادہ لذّت والا اور خاوند کے لیے زیادہ پرلُطف ہے۔‘‘

(سنن ابوداؤد:5271, سنن الکبریٰ للبیہقی:17560, مشکوٰۃ المصابیح:4464)

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور اس کے راوی مجہول ہیں۔

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم (کسی بچی) کا ختنہ کرو تو کھال کو ہلکا سا کاٹو، یہ اس کے چہرے کی رونق/خوبصورتی اور شوہر کے لئے عزّت کا باعث ہے۔
(المعجم الاوسط للطبرانی:2253, المعجم الصغیر للطبرانی:505, مجمع الزوائد:8886)

سند میں راوی زائدہ بن ابی الرقاد منکر الحدیث ہے۔ (میزان الاعتدال:2827, تقریب التہذیب:1981)

حضرت اُسامہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ختنہ مردوں کے لئے تو سنّت ہے اور عورتوں کے لئے عزّت ہے۔
(مسنداحمد:20994, سنن الکبریٰ للبیہقی:17567)

سند میں حجاج بن ارطاۃ ضعیف مُدَلِّس ہیں۔ (طبقات المُدَلِّسین:4/118, میزان الاعتدال:1729)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ختنہ مردوں کے لئے تو سنّت ہے اور عورتوں کے لئے عزّت ہے۔
(المعجم الکبیر للطبرانی:11590،12828, سنن الکبریٰ للبیہقی:17565-17566)

اس روایت کی ایک سند میں راوی محمد بن عجلان المدنی مُدَلِّس ہیں اور عن سے روایت کر رہے ہیں۔ (طبقات المُدَلِّسین:98/3), جبکہ دوسری سند میں راوی قتادہ بن دعامہ السدوسی البصری بھی مُدَلِّس ہیں اور عن سے روایت کر رہے ہیں۔ (طبقات المُدَلِّسین:92/3)

حضرت اُمِ مہاجرؓ فرماتی ہیں کہ میں روم کی لونڈیوں میں قید ہو کر آئی تو حضرت عثمانِ غنیؓ نے ہمیں اسلام کی دعوت دی تو میرے اور ایک عورت کے سوا کسی نے اسلام قبول نہ کیا۔ تب حضرت عثمانؓ نے فرمایا: ان دونوں کے ختنہ کراؤ اور انہیں پاک کرو۔(الادب المفرد:1245,1249)

اس روایت کی سند میں راویہ عجوز (طلحہ اُمِ غُراب) کا حال غیر معروف ہے۔ (تقریب التہذیب:8631)

اُمِ علقمہؒ بیان کرتی ہیں کہ سیّدہ عائشہؓ کی بھتیجیوں کے ختنہ کیے گئے تو حضرت عائشہؓ سے عرض کیا کہ کیا ہم ان کو بہلانے کے لیے کسی شخص کو نہ بلائیں؟ تو انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ چنانچہ انہوں نے عدی کی طرف پیغام بھیجا تو وہ آیا۔ حضرت عائشہؓ کا گزر ہوا تو دیکھا وہ گا رہا ہے اور جھوم رہا ہے، وہ بہت بالوں والا تھا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: اُف! اس شیطان کو نکالو، نکالو اسے۔(الادب المفرد:1247)

جب یہی روایت سنن الکبریٰ للبیہقی میں میں آتی ہے تو اس کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں: اُمِ علقمہؒ بیان کرتی ہیں کہ سیّدہ عائشہؓ کی بھتیجیاں تکلیف میں مبتلا رہتی تھیں تو حضرت عائشہؓ سے عرض کیا کہ اے اُم المؤمنین! کیا ہم ان کو بہلانے کے لیے کسی شخص کو نہ بلائیں؟ تو انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ چنانچہ فلاں گانے والا بلایا گیا۔ عائشہؓ کا گزر ہوا تو دیکھا وہ گا رہا ہے اور جھوم رہا ہے، وہ بہت بالوں والا تھا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: اُف! اس شیطان کو نکالو، نکالو اسے۔ تو انہوں نے اسے نکال دیا۔
(سنن الکبریٰ للبیہقی:21010)

اگر ان دونوں روایات کا موازنہ کیا جائے تو دونوں روایات کے متن میں تفرّد پایا جاتا ہے، جبکہ اس کو روایت کرنے والی اُم علقمہ کے بارے میں امام ذہبی لکھتے ہیں کہ ان کی شناخت پتا نہیں چل سکی۔ (میزان الاعتدال:11034)، جبکہ حافظ ابنِ حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ ان کا نام مرجانہ ہے اور اُم علقمہ کی کُنیت سے یاد کیا جاتا ہے اور امام بخاری نے تعلیقاً ان کی روایت صحیح البخاری میں نقل کی ہے اور تیسرے طبقہ کی مقبولہ راویہ ہیں۔ (تقریب التہذیب:8680)، اور یہی بات درست ہے۔

لہٰذا خواتین کی ختنہ سے متعلق ملنے والی تمام روایات میں ضعف پایا جاتا ہے اور جو ایک روایت سند کے اعتبار سے صحیح ملتی ہے اس کے متن میں تفرّد پایا جاتا ہے، عین ممکن ہے کہ یہ تفرّد کسی راوی کے اَوہام کے سبب ہو۔

## ختنہ کے موقع پر دعوت؟

حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ عثمان بن ابی عاصؓ کو ختنہ کے موقع پر دعوت میں بلایا گیا، انہوں نے دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا، جب ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے کہا: ہم نبی ﷺ کے عہدِ مبارک میں ختنے کے موقع پر دعوت میں نہ جایا کرتے تھے اور نہ ہمیں بلایا جاتا تھا۔
(مسنداحمد:18068, المعجم الکبیر للطبرانی:8299, مجمع الزوائد:6208)

اس روایت کی سند میں محمد بن اسحاق بن یسار مُدلّس ہیں اور عن سے روایت کررہے ہیں۔ (طبقات المُدَلّسین:125/4)، اور حسن البصری کا عثمان بن ابی العاصؓ سے سماع میں اختلاف ہے۔ (تہذیب التہذیب:488)

لہٰذا ختنہ کے موقع پر اگر کوئی شخص کسی کی دعوت کرتا ہے تو اس دعوت کو قبول کیا جاسکتا ہے شرعی اعتبار سے اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

## نومولود بچہ اور بچی کے پیشاب میں فرق

امّاں عائشہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس بچوں کو لایا جاتا تو آپ ﷺ ان کے لیے دُعا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک بچہ لایا گیا اور اس نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کردیا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے پانی منگایا اور پیشاب کی جگہ پر اسے ڈالا کپڑے کو دھویا نہیں۔

(صحیح البخاری:6355, صحیح مسلم:662)

حضرت اُم قیس بنت محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں اپنا چھوٹا بچہ لے کر آئیں۔ جو شیر خوار تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنی گود میں بٹھالیا۔ اس بچے نے آپ ﷺ کے کپڑے پر پیشاب کردیا۔ آپ ﷺ نے پانی منگا کر کپڑے پر چھڑک دیا اور اسے نہیں دھویا۔

(صحیح البخاری:223, صحیح مسلم:667, مشکوٰۃ المصابیح:497)

ابوالسمحؓ فرماتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کا خادم تھا، آپ ﷺ کے پاس حسنؓ یا حسینؓ کو لایا گیا، انہوں نے آپ ﷺ کے سینے پر پیشاب کردیا، لوگوں نے اسے دھونا چاہا، آپ ﷺ نے فرمایا: اس پر پانی چھڑک دو، اس لیے کہ بچی کا پیشاب دھویا جاتا ہے اور بچے کے پیشاب پہ چھینٹا مارا جاتا ہے۔

(سنن ابوداؤد:376, سنن نسائی:305, سنن ابنِ ماجہ:526, صحیح ابنِ خزیمہ:283, المستدرک للحاکم:589, مشکوٰۃ المصابیح:503)

حضرت لُبابہ بنت حارثؓ (اُم الفضل آپ کے چچا عباسؓ کی زوجہ) بیان کرتی ہیں، حسین بن علیؓ رسول اللہ ﷺ کی گود میں تھے، انہوں نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا، میں نے عرض کیا، آپ ﷺ دوسرا کپڑا پہن لیں اور اپنا ازار مجھے دے دیں تاکہ میں اسے دھو دوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''صرف لڑکی کے پیشاب سے کپڑا دھویا جاتا ہے، اور لڑکے کے پیشاب سے کپڑے پر چھینٹے مارے جاتے ہیں۔''

(مسنداحمد:27416, سنن ابوداؤد:375, سنن ابنِ ماجہ:522, صحیح ابنِ خزیمہ:282, المستدرک للحاکم:588, مشکوٰۃ المصابیح:501)

حضرت حسن (البصری) اپنی والدہ (خیرہ جو اُم المؤمنین اُم سلمہؓ کی لونڈی تھیں) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اُم سلمہؓ کو دیکھا کہ وہ لڑکے کے پیشاب پر پانی بہا دیتی تھیں جب تک وہ کھانا نہ کھاتا اور جب کھانا کھانے لگتا تو اسے دھوتیں، اور لڑکی کے پیشاب کو دھوتی تھیں۔

(مسند ابنِ الجعد:3190, سنن ابوداؤد:379, سنن الکبریٰ للبیہقی:4163، مجمع الزوائد:1575, التلخیص الحبیر:1/63)

لٰہذا بچے کی غذا اگر صرف دودھ ہو تو اس بچے کے پیشاب پر صرف پانی کے چھینٹے مارنا ہی کفایت کر جاتا ہے اس کپڑے کا دھونا کوئی لازمی نہیں ہے، اس کے برعکس بچی کی غذا صرف دودھ ہو یا کچھ اور دونوں صورتوں میں اس کے پیشاب والا کپڑا دھونا لازم ہے۔

## بچہ اٹھا کر نماز ادا کرنا

حضرت ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی صاحبزادی زینبؓ اور ابوالعاص بن ربیع بن عبد شمسؓ کی بیٹی اُمامہؓ کو اٹھا کر نماز پڑھ لیتے تھے، جب آپ ﷺ قیام میں ہوتے تو اسے اٹھا لیتے اور جب سجدہ کرتے تو اسے اتار دیتے تھے۔

(صحیح مسلم:1212, صحیح البخاری:516, سنن ابوداؤد:917, سنن نسائی:712)

عموماً تارکینِ نماز اور غفلت برتنے والی خواتین نومولود کا ہی عُذر پیش کرتی ہیں جبکہ دینِ اسلام نے انہیں اس بات کی آسانی دے رکھی ہے کہ وہ بچہ اٹھا کر بھی نماز ادا کر سکتی ہیں۔

## نومولود کے سرہانے اُسترا، چاقو یا قینچی رکھنا

تابعیہ اُم علقمہؒ (مرجانہ) فرماتی ہیں کہ لوگوں کے گھر جب بچے پیدا ہوتے تو سیّدہ عائشہ صدیقہؓ کے پاس لائے جاتے تو آپ ان کے لیے برکت کی دُعا کرتی تھیں۔ایک دفعہ ایک بچہ لایا گیا تو آپ اس کا سرہانہ رکھنے لگیں تو دیکھتی ہیں کہ اس کے نیچے اُسترا تھا تو انہوں نے ان لوگوں سے اُسترے کے بارے میں پوچھا تو ان لوگوں نے بتایا کہ ہم یہ اُسترا جنات سے بچاؤ کے لیے رکھتے ہیں، امّاں عائشہؓ نے اُسترا اُٹھا کر دور پھینک دیا اور انہیں اس سے منع کر دیا اور فرمایا: بیشک رسول اللہ ﷺ بدفالی کو بُرا سمجھتے تھے اور اس سے نفرت کرتے تھے۔امّاں عائشہؓ اس کام (اُسترا رکھنے) سے منع کرتی تھیں۔

(الادب المفرد:912)

آج بھی بعض لوگ نومولود کے سرہانے قینچی یا چھری وغیرہ جنات سے بچاؤ کے لیے رکھتے ہیں جبکہ اسکی نہ کوئی حقیقت ہے بلکہ نبی کریم ﷺ تو بدفالی سے نفرت کیا کرتے تھے۔

## بچّوں کے بازو یا پاؤں میں کڑا پہنانا

حضرت عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس وقت میں نے بازو میں پیتل کا کڑا پہنا ہوا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ میں نے کہا: یہ واہنہ (ریاحی درد ہے جس سے کمزوری محسوس ہوتی ہے) کی وجہ سے پہنا ہوا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ تمہیں اس کے سپرد کر دیا جائے؟ تم اسے اتار دو۔

(صحیح ابنِ حبان:6088, المستدرک للحاکم:7502)

آج بھی اکثر لوگ بچے کے پاؤں میں پیتل یا تانبے کا کڑا اس نیت سے پہناتے ہیں کہ بچے کو دانت نکالنے میں کوئی دشواری نہیں ہوگی جبکہ نبی کریم ﷺ نے اس عمل کو ناپسند کیا ہے۔

## بچّوں کے گلے میں قرآنی تعویذ لٹکانا

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص نیند میں گھبرا جائے تو وہ یوں کہے:

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونَ

"میں اللہ کے کامل کلمات کے ذریعے، اس کے غضب، اس کے عقاب، اس کے بندوں کے شر اور شیاطین کے وسوسوں سے کہ وہ میرے پاس آئیں، پناہ چاہتا ہوں۔"

تو وہ (وسوسے) اسے ہر گز نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ اپنے بالغ بچوں کو یہ کلمات سکھایا کرتے تھے، اور جو ابھی بالغ نہیں ہوئے تھے تو آپ یہ کلمات کاغذ پر لکھ کر ان بچوں کے گلے میں ڈال دیا کرتے تھے۔

(جامع ترمذی:3528, سنن ابوداؤد:3893, مشکوٰۃ المصابیح:2744)

اس روایت کی سند میں راوی محمد بن اسحاق بن یسار مشہور مُدَلِّس ہیں اور عن سے روایت کر رہے ہیں اور مُدَلِّس کی عن والی روایت ضعیف ہوتی ہے۔ (طبقات المُدَلِّسين:4/125)

بچوں کے گلے میں تعویذ (پناہ میں دینے والی چیز) لٹکانے کی نبی کریم ﷺ اور اصحابِ رسول اللہ ﷺ سے کوئی مُستند دلیل نہیں ملتی۔ اگرچہ نبی کریم ﷺ کچھ کلمات کے ذریعے حسنؓ و حسینؓ کو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیا کرتے تھے وہ سنت تعویذ آگے بیان کیا گیا ہے۔

## بچّوں کی حفاظت کیلئے سنت دُعا

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ حسنؓ و حسینؓ کے لیے پناہ طلب کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ تمہارے بزرگ دادا (ابراہیم علیہ السلام) بھی ان کلمات کے ذریعہ اللہ کی پناہ اسماعیل علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام کے لیے مانگا کرتے تھے۔

"أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِا لتَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ"

''میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے پورے پورے کلمات کے ذریعہ ہر ایک شیطان سے اور ہر زہریلے جانور سے اور ہر نقصان پہنچانے والی نظر بد سے۔''

(صحیح بخاری:3371، جامع ترمذی:2060، سنن ابوداؤد:4737، سنن ابنِ ماجہ:3525)

## وقتِ مغرب بچوں کی گھر سے باہر جانے کی ممانعت

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''رات کا اندھیرا شروع ہونے پر یا جب شام ہو جائے تو اپنے بچوں کو اپنے پاس (گھر میں) روک لیا کرو، کیونکہ شیاطین اسی وقت پھیلنا شروع کرتے ہیں۔ پھر جب عشاء کے وقت میں سے ایک گھڑی گزر جائے تو انہیں (بچّوں کو) چھوڑ دو اور اللہ کا نام لے کر دروازے بند کر لو، کیوں کے شیطان کسی بند دروازے کو نہیں کھول سکتا۔

(صحیح البخاری:5623،3304،3280, صحیح مسلم:5250-5252, مشکوۃ المصابیح:4294)

جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سورج غروب ہونے لگے تو اپنے پھیل جانے والے جانوروں اور بچوں کو باہر نہ بھیجو یہاں تک کہ عشاء کی آمد کا جھٹپٹا رُخصت ہو جائے، کیونکہ سورج غروب ہونے کے بعد سے عشاء کی آمد کا جھٹپٹا ختم ہونے تک شیاطین کو چھوڑا جاتا ہے۔

(صحیح مسلم:5253-5254, سنن الکبریٰ للبیہقی:10345, مشکوۃ المصابیح:4297)

## رضاعت (دودھ پلانے) کی مدّت

وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ؕ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ

اور ہم نے انسان کو اُس کے والدین کے بارے میں وصیت کی، اُس کی ماں نے دُکھ پر دُکھ اُٹھا کر اُسے حمل میں رکھا اور اُس کا دودھ چھڑانا دو سال میں ہے کہ میرا شکر ادا کرو اور اپنے والدین کا بھی، میری طرف ہی (تم سب کو) لوٹ کر آنا ہے۔

(سورۃ لقمان:14)

## مدّتِ رضاعت سے قبل دودھ چھڑانے کا جواز

وَ الْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ وَ عَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَ كِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَ لَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ * وَ عَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَ تَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ؕ وَ اِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ

اور مائیں اپنی اولاد کو پورے دو سال دودھ پلائیں، یہ اس کے لئے ہے جو ارادہ رکھے کہ رضاعت کی مدّت کو پورا کرے اور باپ کے ذمے ان عورتوں کو معروف کے مطابق کھانا اور کپڑے دینا ہے کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دی جاتی، نہ کسی ماں کو اُس کے بچے کی وجہ سے نقصان پہنچایا جائے اور نہ ہی باپ کو اُس کے بچے کی وجہ سے تکلیف دی جائے اور یہی ذمہ داری وارث پر بھی ہے، پھر اگر دونوں باہمی رضامندی اور باہمی مشورے سے دودھ چھڑانے کا ارادہ کریں تو بھی ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں اور اگر تم ارادہ کر لو کہ اپنے بچوں کو دودھ پلواؤ تو تم پر کوئی گناہ نہیں جب معروف طریقے کے مطابق جو دینا ہو وہ تم ان کو پورا ادا کر دو۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جان رکھو یقیناً جو بھی تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو خوب دیکھنے والا ہے۔

(سورة البقرة:233)

## ولادت کی طرح رضاعت سے رشتوں کی حُرمت قائم ہونا

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کے گھر میں موجود تھے۔ اچانک انہوں نے سنا کہ کوئی صاحب حضرت حفصہؓ کے گھر میں اندر آنے کی اجازت مانگ رہے ہیں۔ میں (عائشہؓ) نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ دیکھتے نہیں، یہ شخص گھر میں جانے کی اجازت مانگ رہا ہے۔ آپ

ﷺ نے اس پر فرمایا کہ میرا خیال ہے یہ فلاں صاحب ہیں، حفصہؓ کے رضاعی چچا! رضاعت بھی ان تمام چیزوں کو حرام کر دیتی ہے جنہیں ولادت حرام کرتی ہے۔

(صحیح البخاری:3105, صحیح مسلم:3568, مؤطا امام مالک:1231, مسنداحمد:25967, سنن نسائی:3315)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”رضاعت سے وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں، جو ولادت سے حرام ہوتے ہیں۔“

(صحیح البخاری:5239, صحیح مسلم:3569, مؤطا امام مالک:469/1232, مسنداحمد:25219, سنن دارمی:2293-2295, سنن ابوداؤد:2055, سنن نسائی:3302-3305, مشکوٰۃ المصابیح:3161)

## کس عمر کی رضاعت حُرمت کا سبب بنتی ہے؟

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ سہلہ بنت سُہیلؓ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں سالمؓ کے گھر آنے کی بناپر (اپنے شوہر) ابو حذیفہؓ کے چہرے میں (تبدیلی) دیکھتی ہوں۔۔ حالانکہ وہ ان کا حلیف بھی ہے۔۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: اسے دودھ پلا دو۔ انہوں نے عرض کی: میں اسے کیسے دودھ پلاؤں؟ جبکہ وہ بڑا (آدمی) ہے۔ رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور فرمایا: میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ وہ بڑا آدمی ہے۔ (آپ کا مقصود یہ تھا کہ کسی برتن میں دودھ نکال کر سالمؓ کو پلوا دیں)

(صحیح مسلم:3600-3604, سنن ابنِ ماجہ:1943)

حضرت اُم سلمہؓ کہا کرتی تھیں کہ نبی ﷺ کی تمام ازواج نے اس بات سے انکار کیا کہ اس (بڑی عمر کی) رضاعت کی وجہ سے کسی کو اپنے گھر میں داخل ہونے دیں، اور انہوں نے عائشہؓ سے کہا: اللہ کی قسم! ہم اسے محض رخصت خیال کرتی ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے خاص طور پر سالمؓ کو (سہلہ بنت سُہیلؓ کا دودھ پینے کی) دی تھی، لہذا اس (طرح کی) رضاعت کی وجہ سے نہ کوئی ہمارے پاس آنے والا بن سکے گا اور نہ ہمیں دیکھنے والا۔

(صحیح مسلم:3605, مسنداحمد:27196،26169, سنن نسائی:3326)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میرے پاس ایک آدمی تھا، گویا آپ نے اسے ناپسند فرمایا، عائشہؓ نے عرض کیا، یہ تو میرا بھائی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”دیکھو کہ تمہارے بھائی کون ہیں، رضاعت تو صرف وہ دودھ ہے جسے بھوک دور کرنے کے لیے پیا گیا ہو۔“ (بچے کو صغر سنی کی عمر میں بھوک لگی ہو اور وہ کسی عورت کا دودھ پی لے)

(صحیح البخاری:5102، 2647, صحیح مسلم:3606, مسند ابو داؤد الطیالسی:1515, مسند احمد:25139, سنن دارمی:2302, سنن ابو داؤد:2058, سنن ابنِ ماجہ:1945, سنن نسائی:3314, مشکوٰۃ المصابیح:3168)

حضرت اُم سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ رضاعت باعث حُرمت ہے، جو براہِ راست چھاتیوں سے دودھ پی کر (بھوک مٹا کر) انتڑیاں کھول دے، اور یہ (رضاعت) دودھ چھڑانے کی عمر (دو سال) سے پہلے ہو۔“

(جامع ترمذی:1152, مشکوٰۃ المصابیح:3173)

ان تمام احادیث کا مجموعی خُلاصہ یہ نکلتا ہے کہ رضاعت کی عُمر جو کہ قرآن مجید کی نَص کے مطابق دو سال ہے، سے پہلے براہِ راست چھاتیوں سے دودھ پینے پر ہی رضاعت کی حُرمت ثابت ہوتی ہے، اس کے بعد نہیں۔

## کس قدر دودھ پینے سے حُرمت ثابت ہوتی ہے؟

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

(دودھ کی) ایک یا دو چُسکیاں حُرمت کا سبب نہیں بنتیں۔

(صحیح مسلم:3590, سنن ابنِ ماجہ:1941, سنن نسائی:3312, سنن ابوداؤد:2063, جامع ترمذی:1150, صحیح ابنِ حبان:4227, سنن دارقطنی:4384, مشکوٰۃ المصابیح:3165)

حضرت اُم فضلؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”ایک یا دو مرتبہ دودھ پینے سے حُرمت واقع نہیں ہوتی۔“

(صحیح مسلم:3595, سنن دارقطنی:4380, مشکوٰۃ المصابیح:3166)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ قرآن میں یہ حکم نازل ہوا تھا کہ دس مرتبہ دودھ پینے سے حُرمت واقع ہوتی ہے۔ پھر وہ حکم پانچ مرتبہ پینے کی قید کے ساتھ منسوخ کر دیا گیا، نبی ﷺ نے جس وقت وفات پائی تو اس وقت تک یہ آیت قرآن (کی تفسیر) میں پڑھی جاتی تھی۔

(صحیح مسلم:3597, سنن نسائی:3309, صحیح ابنِ حبان:4222, مشکوٰۃ المصابیح:3167)

## ولدیت یا نسب کو تبدیل کرنے کی ممانعت

حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے بھی جان بوجھ کر اپنے باپ کے سوا کسی اور کو اپنا باپ بنایا تو اس نے کفر کیا اور جس شخص نے بھی اپنا نسب کسی ایسی قوم سے ملایا جس سے اس کا کوئی (نسبی) تعلق نہیں ہے تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔''

(صحیح البخاری:3508, صحیح مسلم:217, مسنداحمد:21797)

یزید بن شریکؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ نے ہمیں خُطبہ دیا اور فرمایا: جس کا گمان ہے کہ ہمارے پاس کتاب اللہ اور اس صحیفے کے سوا کوئی اور چیز موجود ہے وہ جھوٹا ہے وہ صحیفہ ان کی تلوار کی نیام سے لٹکا ہوا تھا، اس میں (جو احکامات لکھے ہوئے تھے ان میں سے ایک بات یہ لکھی ہوئی ہے کہ) نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے والد کے سوا کسی کی طرف نسبت کی یا (کوئی غلام) اپنے آزاد کرنے والے مالکوں کے سوا کسی اور کا مولیٰ بنا، اس پر اللہ، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس سے کوئی نفل قبول کرے گا نہ ہی فرض۔

(صحیح مسلم:3794،3327, مسنداحمد:615, جامع ترمذی:2127, مشکوٰۃ المصابیح:2728)

سعد بن ابی وقاصؓ اور ابو بکرہؓ بیان کرتے ہیں کہ یہ بات میرے دونوں کانوں نے محمد ﷺ سے سنی اور میرے دل نے یاد رکھی کہ آپ ﷺ فرما رہے تھے: ''جس نے اپنے والد کے سوا کسی اور کو والد بنانے کا دعویٰ کیا، حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اس کا والد نہیں ہے، تو اس پر جنت حرام ہے۔''

(صحیح البخاری:6767،6766،4326, صحیح مسلم:220-219, مسنداحمد:1497،1454, سنن دارمی:2902،2572, سنن ابوداؤد:5113, سنن ابنِ ماجہ:2610, مسندابویعلیٰ الموصلی:702،699, صحیح ابنِ حبان:416-415, مشکوٰۃ المصابیح:3314)

ہمارے معاشرے میں بعض اوقات یہ بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ لوگ خود کو دوسروں ممتاز کرنے کے لیے یا خود کو اعلیٰ ظاہر کرنے کے لیے اپنا حقیقی نسب ہی بدل دیتے ہیں اور بعض اوقات کوئی کنبہ کسی بچے کو گود لیتا ہے تو وہ اس بچے کو اپنے نسب سے جوڑ دیتا ہے اور اس بچے کی ولدیت کو تبدیل کر دیا جاتا ہے کیونکہ اب اس کی پرورش اور تعلیم و تربیت کی زمہ داری اس کنبہ نے اٹھانی ہوتی ہے تو وہ اس میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا۔ لیکن ایسا کرنے کی دین اسلام میں سختی سے ممانعت ہے اس لیے اگر کوئی بچہ گود لیا بھی جائے تو اس کی حقیقی ولدیت ہر گز ہر گز تبدیل نہیں کرنی چاہیے۔

حضرت ابو مسعود انصاریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص کسی نیکی کی راہ بتاتا ہے وہ اتنا ہی اجر کا مستحق ہے جتنا کہ اس پر عمل کرنے والا۔"

(صحیح مسلم:4899-4900)

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

اور ہمارے ذمہ تو صرف واضح طور پر پہنچا دینا ہے۔

(سورۃیس:۱۷)